

## 215535-عوام انس پر اپنے ملک کے علمائے کرام کی بات مانا واجب ہے، ان کے موقف سے اختلاف نہ رکھے

### سوال

کیا عوام انس کے لیے یہ جائز ہے کہ کسی بھی عالم سے فتویٰ طلب کرے اور اس کی بات پر عمل کرے؟ یا پھر صرف اپنے علاقے کے علمائے کرام سے فتویٰ طلب کرے؟

### پسندیدہ جواب

لوگوں کی بینادی طور پر تین قسمیں ہیں :

پہلی قسم : مجتهد عالم دین، اس سے مراد وہ شخص ہے جو کتاب و سنت کی نصوص سے براہ راست احکامات کشید کر سکتا ہے، تو ایسے عالم دین کے لیے کسی عالم کی تقیید کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ وہ اسی بات پر عمل کرے گا جس کی اس کا اجتہاد ہمنئی کرے، چاہے وہ موقف اس وقت کے علمائے کرام سے موافق ہو یا مخالف۔

دوسری قسم : باصلاحیت اور علم رکھنے والا عالم کا پیاسا شخص کہ اس کے پاس اتنی صلاحیت ہے کہ علمائے کرام کے مختلف اقوال میں سے راجح دیکھ سکے، اگرچہ وہ خود اس قابل نہ ہو کہ خود ہی اجتہاد کرے تو ایسے شخص پر بھی کسی مخصوص عالم کی تقیید کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ یہ شخص بھی علمائے کرام کے موقف کا باہمی موازنہ کرے اور ان کے دلائل دیکھے، پھر جو اسے دلائل کی رو سے راجح نظر آئے اسی پر عمل کرے۔

تیسرا قسم : عوام انس کی ہے، ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس علمائے کرام کے اقوال میں سے راجح دیکھنے کی صلاحیت بھی نہیں ہوتی، نہ ہی یہ بذات خود کتاب و سنت کی نصوص سے احکامات کشید کر سکتے ہیں، تو ایسے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ علمائے کرام سے استفسار کریں اور ان کے موقف کے مطابق عمل کریں۔ جیسے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے :

**﴿فَإِنَّا لَأَنْهَاكُنَا لِكُلِّ شَيْءٍ لَا تَنْعَلِمُونَ﴾**

ترجمہ : اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ [الخل : 43]

عوام انس پر اپنے زمانے کے بلکہ اپنے ملک کے علمائے کرام کی بات ماننا ضروری ہے، اس لیے کہ کہیں یہ نہ ہو کہ عوام انس اہل علم کے اقوال میں سے جو چاہیں اسے اپنائے گا جائیں اور حقیقت یہ ہو کہ ان کے پاس اہل علم کے اقوال میں موازنہ کرنے کی کوئی صلاحیت بھی نہ ہو؛ کیونکہ ایسی صورت میں عوام انس اسی موقف کو اپنائیں گے جو ان کے من کو جائے گا، اور اس طرح باہمی اختلافات اور تنازعات بڑھتے چلے جائیں گے، اور آخر کار لوگ دین سے بالکل دور ہو جائیں گے۔

علمائے کرام نے لوگوں کی ان تینوں اقسام پر صراحت کے ساتھ لفظی کی ہے۔

چنانچہ پہلی اور دوسری قسم کے بارے میں علامہ طوفی رحمہ اللہ "مختصر الروضۃ" (629/3) میں لکھتے ہیں :

"مجتهد عالم دین جب اجتہاد کرے اور اسے ظن غالب ہو کہ حق بات اس، اس طرح ہے تو اب اس مجتهد عالم کے لیے مفہوم طور پر کسی کی تقیید کرنا جائز ہی نہیں، یعنی اس موقف میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

لیکن جس شخص نے ابھی تک اجتہاد کیا ہی نہیں، لیکن اسے اپنے بارے میں اتنا علم ہے کہ وہ عملی طور پر اجتہاد بھی کر سکتا ہے؛ کیونکہ وہ اجتہاد کی صلاحیت رکھتا ہے، تو ایسے شخص کے لیے بھی مطلق طور پر کسی دوسرے کی تقیید کرنا جائز نہیں ہے، نہ اپنے سے بڑے عالم کی نہ ہی کسی اور کی، چاہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ہو یا کوئی اور ہو۔ "ختم شد

تیسرا قسم یعنی عوام انس، تو ان کے بارے میں "سیف الفتاوی الحامدیہ" (7/431) میں ہے کہ :

"عوام انس کی ذمہ داری بنتی ہے کہ فہنائے کرام کے موقف پر عمل کریں، ان کے اقوال اور افعال کی پیر وی کریں۔۔۔ عوام انس کے لیے یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ سابقہ اہل علم کے اقوال میں سے کسی ایک موقف کو پسند کریں۔ تاہم انہیں یہ اختیار ہے کہ اپنے زمانے کے علمائے کرام کے اقوال میں سے کسی کے موقف کو اپنالیں بشرطیکہ سب علم، صدق اور امانت داری میں یکساں ہوں۔ اگر کسی شخص کو کوئی مسئلہ درپیش ہو اور وہ اپنے علمائے کرام کے سامنے رکھ دے، اور وہ اسے صحابہ کرام کے مختلف اقوال بتلادیں، تو جاہل شخص ان اقوال سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاسکتا، اسے تو تبھی فائدہ ہو گا جب کوئی عالم دین ان اقوال میں سے کسی قول کو اس کے لیے منتخب کر دے۔" (ختم شد)

ائیش ابن شیمین رحمہ اللہ کستہ ہیں :

"اگر مختلف قسم کے ہوتے ہیں، کچھ تو اجتہاد کے قابل ہوتے ہیں اور کچھ میں اجتہاد کی صلاحیت نہیں ہوتی، کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو چند مخصوص قسم کے مسائل میں اجتہاد کرتے ہیں، ان کے بارے میں چھان بین اور تحقیق کرتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کے لیے حق اور باطل واضح بھی ہوتا ہے۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں کسی بات کا علم نہیں ہوتا۔ تو ایسے میں عوام انس کا موقف وہی ہونا چاہیے جو علمائے کرام کا ہوتا ہے؛ چنانچہ اگر کوئی ہمیں کہے کہ : میں سگریٹ نوشی کرتا ہوں؛ کیونکہ بعض اسلامی ممالک میں ایسے علمائے کرام بھی میں جو سگریٹ نوشی کو جائز کہتے ہیں، اور میں کسی کی بھی تقیید کرنے میں آزاد ہوں! اس لیے میں ان کی بات مانتا ہوں۔ تو ہم اسے کہیں گے : تمیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے؛ کیونکہ تقیید تم پر لازم ہے، اور تمہاری تقیید کے سب سے زیادہ حد تار تمہارے اپنے علمائے کرام میں، اگر تم کسی ایسے عالم دین کی بات مانتے ہو جو آپ کے ملک میں رہتا ہی نہیں ہے تو پھر آپ شرعی دلیل کے بغیر ہی لوگوں میں اختلاف پیدا کر رہے ہو۔

اسی طرح کوئی کہے کہ : وہ ڈاڑھی منڈوانا چاہتا ہے؛ کیونکہ کچھ ممالک کے علمائے کرام اسے جائز کہتے ہیں۔ تو ہم اسے کہیں گے : یہ درست نہیں ہے؛ کیونکہ تم پر تقیید واجب ہے اس لیے اپنے ملک کے علمائے کرام کی مخالفت مت کریں۔

ایک اور شخص آکر کہے : میں اولیاء اللہ کی قبروں کا طواف کرنا چاہتا ہوں؛ کیونکہ کچھ ممالک میں یہ جائز ہے۔

ایک شخص آکر کہے : میں انہیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے وسیلہ بنانا چاہتا ہوں، یا اسی طرح کا کوئی اور موقف پیش کرے تو ہم کہیں گے یہ درست نہیں ہے۔

کیونکہ عامی شخص پر یہی لازم ہے کہ وہ معتمد علمائے کرام کی تقیید کرے، ہمارے استاد مختار شیخ عبدالرحمن سعدی رحمہ اللہ نے بھی اس بات کا ذکر کیا ہے، انہوں نے کہا کہ : عوام انس اپنے ملک سے باہر رہنے والے علمائے کرام کی تقیید نہیں کر سکتے؛ کیونکہ اس طرح اختلافات اور تنازعات بڑھ جائیں گے، مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو نہیں کروں گا؛ کیونکہ کچھ علاقوں میں ایسے عالما موجود ہیں جو اونٹ کا گوشت کھانے سے وحوب و منو کے قاتل نہیں ہیں، تو ہم انہیں کہیں گے : نہیں ایسا ممکن نہیں ہے آپ پر وضو واجب ہے؛ کیونکہ یہی آپ کے علمائے کرام کا موقف ہے اور آپ پر انہی کی تقیید کرنا واجب ہے۔" (القاءات الباب المفتوح) (19/32)

ایک اور مقام پر آپ نے کہا :

"عوام انس پر اپنے علاقے کے علمائے کرام کی تقیید کرنا لازم ہے؛ تاکہ عوام انس بے راہ روی کا شکار نہ ہو جائیں؛ کیونکہ اگر ہم عوام انس سے کہیں کہ : آپ کو جو موقف ملے اسی کو اپنالو تو پھر لوگوں میں ایک ملت اور امت کا تصور ختم ہو جائے گا، اسی لیے ہمارے شیخ مختار عبد الرحمن بن سعدی رحمہ اللہ کا کرتے تھے کہ : عوام کا وہی موقف ہو گا جو ان کے علمائے کرام کا ہو گا، مثلاً : ہمارے ہاں سعودی عرب میں عورت پر چھرے کا پردہ لازمی ہے، اس لیے ہم اپنی عورتوں کو چھرے کا پردہ لازمی کرواتے ہیں، حتیٰ کہ اگر کوئی عورت آکر یہ کہے کہ میں تو فلاں مذہب کی پیر و کار ہوں اور اس فضی مذہب میں پھرہ کھونا جائز ہے۔ تو ہم اسے کہیں گے : آپ کو پھر بھی چھرہ کھولنے کی اجازت نہیں ہے؛ کیونکہ آپ کا تعلق عوام انس ہے، آپ میں اجتہاد کی صلاحیت نہیں ہے، اور آپ فلاں فضی مذہب کا یہ موقف اس لیے لینا چاہتی ہیں کہ اس میں من چاہا موقف ہے، اور من چاہے موقف تلاش کرنا حرام ہے۔

ہاں اگر علمائے کرام میں سے کوئی عالم اپنے اجتہاد کی بدولت اس نتیجے پہنچے کہ عورت چہرے کا پر دہ نہ کرے تو کوئی حرج نہیں، اور وہ کہے کہ میں اپنی اہلیہ کو چہرے کا پر دہ کرنے کی تلقین نہیں کروں گا، بلکہ اسے پھرہ کھولنے کی اجازت دوں گا، تو ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے، تاہم یہ عورت ایسے علاقے میں پھرہ نہیں کھولے گی جہاں سب عورتیں چہرے کا پر دہ کرتی ہوں، ایسے علاقے میں اس سے پر دہ کروایا جائے گا، اس کے پر دہ نہ کرنے سے دوسروں میں خرابی پیدا ہوگی، اور ویسے بھی اس مسئلے میں سب متفق ہیں کہ چہرے کا پر دہ کرنا اچھی بات ہے، چنانچہ جب چہرے کا پر دہ کرنا اچھی بات ہے، تو ایسے صورت میں ہم نے ایک ایسے موقع پر عمل کرنے پر مجبور نہیں کیا جو اس کے ہاں حرام ہو، بلکہ ہم نے ایسے کام پر مجبور کیا ہے جو اس کے ہاں بھی اچھا ہے۔ یہاں ایک بات اور بھی ہے کہ شریعت کے پابند اس ملک کے علاوہ کسی اور ملک کے علمائے کرام کی تقلید نہ کرے، اگر کرے گا تو اس سے شیرازہ بھرے گا، ہاں جب یہ عالم دین اپنے ملک میں چلا جائے تو وہاں ہم اس بات کو لازم قرار نہیں دیں گے کہ ہماری بات تسلیم کرے؛ کیونکہ اس مسئلے کی نوعیت اجتہادی ہے تو ہم بھی اس مسئلے کو دلائل اور غور و فکر کے قابل ہی سمجھتے ہیں۔ "نہم شد

"القاءات اباب المفتوح" (32/19)

واللہ اعلم